خطّاطی

سیّد انور حُسین نفیس رقم



بجهة اخي في الله رمضان بهبيه سلمه الله : كتبه نفيس الحسيني الباكستاني في بغداد

١٣ رمضان المبارك سنة ١٤٠٩ھ

سیّد انور حسین نفیس رقم

خطّاطی

تاریخی عظمت کا شاہکار — ایک بے مثال فن

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا — ہم نے آدم کو تمام اسماء سکھائے

" اسماء" سے مختلف مفہوم مراد لیے گئے ہیں جن میں علوم، زبانیں اور ان کی تحریریں بھی شامل ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اُن کی اولاد نے جن میں ایک لاکھ سے اوپر انبیاء کرامؑ بھی گزرے ہیں علم اور تحریر کی ترویج و اشاعت کی، حتّٰی کہ یہ سلسلہ ساری دُنیا میں پھیل گیا۔ ابتدائے آفرینش سے قلم اور علم میں باہمی رشتہ و تعلق چلا آ رہا ہے۔ قلم کی شاخ سے علم کی کونپل پھوٹی ہے۔

اوّلین وحی مبارک میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ — آپ (قرآن پاک) پڑھیے اور آپ کا

الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ — رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ — عطا کیا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ

(القرآن) — نہیں جانتا تھا۔

گویا قلم کو یہ شرف و اعزاز حاصل ہے کہ خود پروردگارِ عالم نے اسے اشاعتِ علم کا ذریعہ و واسطہ قرار دیا ہے۔ تاریخ کے ابتدائی زمانہ میں تحریر کی مختلف شکلیں تھیں۔ آہستہ آہستہ انسان کا جمالیاتی ذوق اس میں محاسن پیدا کرتا چلا گیا۔ مفسّرین و مؤرخین کا بیان ہے کہ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کو خطّاطی و خوشنویسی کا ہُنر عطا کیا گیا۔

مؤلّف "التعریف والاعلام" نے بروایت حضرت عُمر بن عبدالبر لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اَوَّلَ مَنْ کَتَبَ بِالْعَرَبِیَّةِ اِسْمٰعِیْل عَلَیْہِ السَّلَامُ

اوّل جس نے عربی زبان لکھی حضرت سمٰعیل علیہ السلام تھے۔

ابنِ ندیم کا بیان ہے کہ حضرت سمٰعیل علیہ السلام کے فرزندانِ گرامی نفیس، نصر، تیما، اور دومہ نے خطِ عربی کی ترویج و اشاعت کی۔ بعد میں اُن کا اندازِ خط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبیلہ نبطی کی نسبت سے خطِ نبطی مشہور ہو گیا۔

خطِ نبطی میں حمیر بن سبا یمنی نے مزید محاسن پیدا کیے۔ اس کا اندازِ تحریر خطِ حمیری کے نام سے مشہور ہُوا جو حجازِ مقدّس میں بہت مقبول ہُوا۔ اہلِ حیرہ (کوفہ) نے بھی خطِ نبطی میں اصلاحات کیں جس سے وہ خطِ حیری کہلانے لگا۔ حیرہ شہر کُوفہ کا پُرانا نام ہے۔

حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ مبارک میں خطِ حمیری اور خطِ حیری میں کتابت ہوتی تھی۔ آپؐ کے نامہ ہائے مبارک سے اُن کا اندازِ تحریر معلوم ہوتا ہے۔

اسلامی خطّاطی کا آغاز حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے ہوتا ہے۔ آپ نزولِ وحی کے فوراً بعد خاص طور پر کسی خوش خط صحابی کو یاد فرماتے، وہ تختی، قلم، دوات لے کر حاضر ہوتے، آپؐ نازل شدہ آیاتِ قرآنی اُنھیں قلمبند کرا دیتے۔ کثیر التعداد صحابہ کرامؓ میں سے کم و بیش چالیس خوش نصیبوں کو کاتبانِ وحی

ہونے کا شرف حاصل ہُوا۔

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطّ و خطّاطی کی طرف خاص طور پر توجّہ فرمائی۔ چنانچہ جنگِ بدر میں جو قیدی اور غلام گرفتار ہو کر آئے۔ آپؐ نے اُنھیں ہدایت فرمائی کہ اگر وہ دس دس مسلمانوں کو علمِ تحریر سکھا دیں تو اُنھیں رہا کر دیا جائے گا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ صحابہ کرامؓ میں خط و خطّاطی کی ترویج عام ہُوئی۔ حضورؐ کے زمانۂ مبارک میں قرآنِ پاک کے لکھے ہُوئے نسخے عام طور پر صحابہ کے پاس موجود تھے۔ بعض صحابہؓ نے خود لکھے اور اکثر نے لکھوائے۔

عہدِ صدیقی، عہدِ فارُوقی، عہدِ عثمانی اور عہدِ علوی میں ذوقِ خوشنویسی مزید ترقّی کر گیا۔ عہدِ اموی کے نامور خطّاط خالد ابن الہیّاجؒ نے مسجدِ نبوی میں آبِ زر سے خطِ کوفی میں سورۂ والشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی۔ انھوں نے حضرت عُمرؒ بن عبدالعزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھا۔ جب یہ مصحف اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ اس کا خط دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُسے بار بار چومتے اور آنکھوں سے لگاتے اور آخر یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس کا انعام دینا میرے بس کی بات نہیں۔

بنو اُمیّہ کے آخری دَور میں قطبۃ المحرر ایک مشہور خطّاط تھے۔ انھوں نے سب سے پہلے خطِ کوفی میں کچھ ایسی اصلاحات کیں جن کی بنیاد پر بعد میں "خطِ نسخ" ایجاد ہُوا۔

ابتدائی عبّاسی عہد میں ضحاک بن عجلان اور اسحاق بن حمّاد مشہور خطّاط تھے۔ خشنام البصری اور مہدی الکوفی بھی اسی دور کے نامور خطّاط تھے۔ اسحاق بن حمّاد کے تلامذہ میں دو بھائی ابراہیم الشجری اور یوسف الشجری تھے۔ ابراہیم الشجری کے شاگردوں میں الاحول المحرر جیسا امامِ فنِ خطّاط تھا جس نے کئی اقلام ایجاد کیے۔

الاحول المحرر کے فیضِ تربیت سے ایک ایسی شخصیت ظہور میں آئی جس نے خطاطی کی دُنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کیا۔ یہ مشہورِ عالم خطّاط ابو علی محمّد بن علی بن الحسین بن محمّد بن مقلہ بیضاوی تھا۔ ابن مقلہ بغداد میں ۲۷۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ وہ علمِ تفسیر، حدیث، فقہ، تجوید، شعر و ادب، انشاء پردازی، خطّاطی، غرض سب علوم و فنون میں یکتائے روزگار تھے۔ تین عبّاسی خلفاء مقتدر باللّٰہ قاہر باللّٰہ اور راضی باللّٰہ کی وزارتِ عظمیٰ پر مامور رہے۔ حاسدوں کی محلّاتی سازشوں نے انھیں جیل تک پہنچایا۔ بالآخر یہ نابغہ روزگار عالم و فاضل اور شاعر و خطّاط بعہد راضی باللّٰہ ۳۲۸ ہجری میں قتل کر دیا گیا۔ ابن مقلہ نے تین مکمّل قرآن مجید یادگار چھوڑے۔" رضا لائبریری رامپور میں ان کا تحریر کردہ ایک مصحف مبارک بیان کیا جاتا ہے۔

ابن مقلہ نے چھ خطوط ایجاد کیے۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں:

ابن مُقلہ وضع کرد ایں شش خط از خطِ عرب
ثُلث و رَیحان و مُحقّق، نسخ و توقیع و رِقاع

بدیع و مُحقّق ہی نے آگے چل کر خطِ نسخ کی شکل اختیار کر لی۔ پہلے خطوط کا ناسخ ہونے کی وجہ سے نسخ کہلایا۔ یہ خط قرآن پاک، کتابوں اور عام تحریروں میں اور ثلث و ریحان زیادہ تر کتابت اور سُرخیوں کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ آج ایک ہزار سال کے بعد بھی خطِ نسخ اسلامی دُنیا میں مقبولِ عام ہے۔

ابنِ مُقلہ کے تلامذہ میں عبداللّٰہ بن اسد بن علی القاری اور محمد بن السمسانی نے شہرت پائی۔ پھر ان دونوں اور خصوصاً عبداللّٰہ بن اسد سے ابو الحسن علی بن ہلال البغدادی نے خطّاطی کی تعلیم و تربیت حاصل کی جو ابن البواب کے نام سے مشہورِ عالم ہیں۔ ان کی ولادت ۳۵۰ ہجری میں ہوئی۔ ابن البواب

فنِ خطّاطی کے مسلّمہ امام اور مجتہد تھے۔ انھوں نے ابنِ مُقلہ کے ایجاد کردہ خطوط اور خصوصاً خطِ نسخ کو عروج پر پہنچایا۔ ان کی وفات خلیفہ قادر باللہ کے عہد میں ۴۳۱ ہجری میں ہوئی۔ بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مزار کے قریب مدفون ہیں۔ ابن البواب نے اپنی زندگی میں ۶۴ قرآن پاک لکھے۔ سیّد شریف المرتضٰی جیسی عظیم شخصیت نے اُن کا مرثیہ لکھا جو اُن کی عظمت پر شاہدِ عادل ہے۔

ابن البواب کے تلامذہ میں محمد بن عبدالملک سے نامور خطّاط و محدّث خاتون زینب الدینوریہ نے فنِ خطّاطی سیکھا۔ ملک شاہ سلجوقی کے درباری خطّاط یاقوت بن عبداللہ الملکی الموصلی نے اسی خاتون سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ یاقوت بن عبداللہ کے تلامذہ میں عہدِ عبّاسی کا آخری اور عالمِ اسلام کا سب سے مشہور خطّاط یاقوت بن عبداللہ الرومی المستعصمی تھا۔

یاقوت مستعصمی نے ابن البواب کے فن کو اوجِ کمال پر پہنچا دیا۔ انھوں نے قرآنِ مجید کی خطّاطی میں حیرت انگیز جدّتیں اور نکتہ آفرینیاں کیں۔ آج بھی ان کا طرزِ خط ضرب المثل ہے۔ ان کی وفات ۶۹۱ھ میں ہوئی۔ اُن کا فیضان اُن کے چھ باکمال شاگردوں کے ذریعے پورے عالمِ اسلام میں جاری و ساری ہے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں :

ارغون بن عبداللہ کاملی، یُوسف مشہدی، نصراللہ طبیب، شیخ زادہ احمد السہروردی، مُبارک شاہ زرّیں قلم، سیّد حیدر جلی نویس۔

"حالاتِ ہُنروراں" میں ہے کہ خوشنویسانِ خراسان کا سلسلۂ تلمّذ نامور خطّاط مولانا عبداللہ صیرفی تک پہنچتا ہے جو سیّد حیدر جلی نویس کے شاگرد تھے۔

مولانا عبداللہ صَیرفی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ برّصغیر پاک و ہند میں بھی تشریف لائے تھے۔

وہ سُلطان ابوسعید خدابندہ (م ۷۳۶ھ) کے معاصر تھے۔

نویں صدی ہجری میں میر سیّد علی تبریزیؒ نے خطِ نسخ اور خطِ تعلیق سے خطِ نستعلیق اختراع کیا جسے قبولِ عام حاصل ہُوا۔ وہ امیر تیمور کے معاصر تھے۔ اُن کی وفات نویں صدی ہجری کے وسط میں ہُوئی۔ اُن کے صاحبزادے میر عبداللہ کے ذریعے اُن کا فنّی کمال عام ہُوا۔ ایران، ہندوستان، افغانستان اور پاکستان میں اُن کا فیض جاری وساری ہے۔

سرآمدِ خوشنویسانِ پاک وہند آقا عبدالرّشید دیلمی کا سلسلۂ تلمّذ حسبِ ذیل ہے:

عبدالرشید دیلمی از میر عماد الحسنی از مولانا محمّد حُسین تبریزی اور سیّد احمد مشہدی از مولانا میر علی ہروی از مولانا سلطان علی مشہدی از حافظ حاجی محمّد از مولانا مظہر الدین اظہر از مولانا فرید الدین جعفر تبریزی از خواجہ میر عبداللہ از حافظ خواجہ ظہیر الدین میر سیّد علی تبریزی رحمہم اللہ تعالیٰ

برّصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی آمد اور خطّاطی کی تاریخ یکساں پُرانی ہے۔ قدیم مساجد و مقابر کے کتبات سے مسلمان حکمرانوں خصوصاً سلاطینِ دہلی کے اعلیٰ ذوقِ خطّاطی کا ثبوت ملتا ہے۔

سندھ میں بنبھور (نواحِ ٹھٹھہ) کے مقام پر ایک قدیم معدوم مسجد کا کتبہ نہایت صاف تزئینی خطِ کوفی میں قابلِ دید ہے۔ یہ مسجد ۲۹۴ ہجری میں امیر محمّد بن عبداللہ کے حکم سے تعمیر کی گئی تھی۔ مسجد قوۃ الاسلام دہلی بھی برّصغیر کی قدیم ترین عمارات میں شمار ہوتی ہے۔ یہ مسجد ۵۹۴ھ میں سلطان قطب الدین ایبک (م ۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ء) کے فرمان سے تعمیر ہوئی۔ اس کے کتبے کسی بلند پایہ خطّاط کی مہارت و کاوش کی گواہی دیتے ہیں۔ ماہر خطّاط نے دیدہ زیب خطِ کوفی و ثلث و ریحان میں خوب دادِ فن دی ہے۔ عہدِ علائی کے کتبے بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں لیکن دیگر علوم و فنون

کی طرح فنِ خطّاطی کو بھی عروج و کمال عہدِ مغلیہ میں حاصل ہُوا۔ بابر (م ۹۳۷ھ) خُود بھی خطّاط تھا۔ اس کا سلسلۂ تلمّذ میر علی تبریزی سے ملتا ہے۔ وہ ایک خط کا مُوجد بھی تھا جو خطِ بابری کے نام سے مشہور ہے۔ بابر کے عہد میں مولانا شہاب الدین ہروی (م ۹۴۲ھ) مشہور عالم و شاعر و خطّاط تھے۔ اُن کے لکھے ہوئے بعض کتبے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں اب تک موجُود ہیں۔

ہمایوں کے زمانے (۹۳۷ تا ۹۶۳ھ) میں بھی مولانا شہاب موجود تھے۔ ایک اور خطّاط سلطان علی بھی عہد ہمایونی میں مشہور تھے۔ عہدِ اکبری (۹۶۳ تا ۱۰۱۴ھ) میں خطّاطی کو بہت فروغ ہُوا۔ اس عہد کے نامور خطّاط جن کو اکبر نے جاگیر، منصب اور خطابات سے سرفراز کیا اور دفترِ انشا میں مختلف عہدوں پر متقرّر کرکے اُن کی حوصلہ افزائی کی حسبِ ذیل ہیں:

مُحمّد اصغر ہفت قلم (م ۹۷۳ھ) خواجہ عبد الصمد شیریں قلم، علّامہ میر فتح اللہ شیرازی (م ۹۹۰ھ) مُحمّد حسین کشمیری زرّیں قلم، مظفّر علی، خنجر بیگ چغتائی، راجہ ٹوڈر مل، میرزا عبدالرحیم خانخاناں، میرزا عزیز کوکلتاش، رائے منوہر، مُلّا عبدالقادر اخوند، مُحمّد یوسف کابلی، خواجہ ابراہیم حسین عبدالرحیم عنبریں قلم، میر معصوم قندھاری بانی مسجد منزل گاہ سکھر، حسین بن احمد چشتی، پنڈت جگن ناتھ، مُلّا علی احمد مُہرکن۔

عہدِ جہانگیری (۱۰۱۴ تا ۱۰۳۶ھ) کے نامور خطّاط یہ ہیں:

میر خلیل اللہ شاہ، میر عبداللہ تبریزی مشکیں قلم (م ۱۰۳۵ھ) خواجہ مُحمّد شریف، میرزا مُحمّد حسین مُوجد خطِ شکستہ (م ۱۰۲۶ھ) شاہزادہ خسرو بن جہانگیر بادشاہ، شاہزادہ پرویز بن جہانگیر محمود بن اسحاق شہابی الہروی، احمد علی راشد۔

شاہجہانی دور (۱۰۳۶ تا ۱۰۷۶ھ) میں خطّاطی کو بہت فروغ ہُوا، تاج محل آگرہ فنِ خطّاطی کا زندۂ جاوید مُرقّع ہے۔ اس کے در و دیوار پر جن بلند پایہ خطّاطوں نے اپنے فنّی کمالات کا

مظاہرہ کیا ہے اُن میں عبدالحق شیرازی عرف امانت خاں کا نام سر فہرست ہے۔ آقا عبدالرشید دیلمی بھی اسی زمانے میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے۔ انھوں نے پہلے لاہور میں قیام کیا پھر آگرہ چلے گئے۔ شاہجہان نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ داراشکوہ کا استاد مقرر کر دیا۔ ۱۰۸۱ھ میں انھوں نے وفات پائی۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر (م ۱۱۱۹ھ) خود بھی ایک بلند پایہ خطّاط تھے۔ انھوں نے زمانۂ شاہزادگی میں ایک قرآن پاک تحریر کیا جسے مطلّا و مذہّب کرا کر مسجد نبوی کے لیے ارسال کیا تخت نشینی کے بعد بھی ایک مصحف پاک لکھا۔ اُسے بھی مطلّا و منقّش کرا کر کعبۃ اللّٰہ کی نذر کیا۔ عہدِ عالمگیری میں ہدایت اللّٰہ زرّیں رقم، سیّد علی جواہر رقم، میر محمّد باقر، میرزا محمّد جعفر کفایت خاں وغیرہ بلند پایہ خوشنویس تھے۔ اکثر مغل شہزادے اور شہزادیاں بھی خوشنویسی سے لگاؤ رکھتے تھے۔

سلطان عالمگیر کے بعد مُحمّد معظّم بہادر شاہ (۱۱۱۹ھ تا ۱۱۲۴ھ) اور معزالدین جہاندار شاہ نے چھ سال حکومت کی۔ اُن کے بعد فرخ سیر تختِ نشین ہوئے۔ اس عہد میں بھی وہی خطّاط تھے جو عہدِ عالمگیری میں تھے۔

مُحمّد شاہ رنگیلے کے دَور (۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ) میں مُحمّد افضل لاہوری قادری خطِ نستعلیق کے سب سے بڑے خطّاط تھے۔ لوگ انھیں آقا عبدالرشید دیلمی کے بعد "آقائے ثانی" کہتے تھے۔ مُحمّد حفیظ خاں بھی ان کے بلند پایہ معاصر خطّاط تھے۔ مُحمّد مقیم، میر مُحمّد موسٰی سرہندی، نواب مُرید خاں مولوی حیات علی وغیرہ بھی اس عہد کے نامور خطّاط تھے۔

شاہ عالم کے زمانے میں قاضی عصمت اللّٰہ خاں قرآن پاک کے بے مثل خطّاط تھے۔ اُن کے شاگردوں میں میر گدائی، حافظ ابوالحسن، میر کرم علی، حافظ مسعود اور عنایت اللّٰہ سبروص فیض اللّٰہ

خاں، جیسے عظیم خوشنویس تھے۔ اُردو کے مشہور شاعر میر سوز بھی اس دَور کے بہترین خطّاط تھے۔ حافظ نوراللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری بھی اسی عہد کے استاذ الخطّاطین تھے جن سے لکھنؤ میں خطّاطی کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہُوا۔

اکبر شاہ ثانی کے عہد (۱۲۲۱ھ تا ۱۲۵۲ھ) میں مولائی صاحب میر محمّد حسین، حافظ ابراہیم غلام علی خاں، حافظ نقاءاللہ دہلوی، میر ابوالحسن المشہور بہ میر کلّن، میر زین العابدین، میر مہدی، شاہ وارث علی، خواجہ غلام نقشبند خاں مشہور خطّاط تھے۔ مولانا غلام محمّد ہفت قلمی دہلوی مؤلف "تذکرۂ خوشنویسیاں" بھی اسی زمانے میں گزرے ہیں

اعزّ الدین عالمگیر ثانی کے عہد میں عماد الملک غازی الدین خان، فیروز جنگ خطّاطِ ہفت قلم تھے۔

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر خطِ نسخ کے خطّاط تھے۔ اُن کے شاگردوں میں بلند پایہ خوشنویس تھے جن میں حافظ امیرالدین اور مولانا ممتاز علی نزہت رقم شہرہ آفاق ہوئے۔

اسی دَور میں خطِ نستعلیق کے جلیل القدر خوشنویس سیّد محمّد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش، (م ۱۲۸۵ھ) بھی تھے جن کے تلامذہ میں آغا میرزا دہلوی اور عبداللہ بیگ جیسے بلند پایہ خوشنویس تھے۔ بدرالدین علی خاں مرصّع رقم جو مُہر کنی میں بے نظیر تھے، اسی زمانے میں گزرے ہیں۔

لاہور میں فنِ خطّاطی کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز مشہور خطّاط امام وَیردی (م ۱۲۸۰ھ) سے ہوتا ہے وہ خطِ نستعلیق کے امام اور اپنے عہد کے بے مثل خوشنویس تھے۔ اُن کی خطّاطی کے نمونے متعدّد مقامات پر موجود ہیں۔ اُن کی مکتوبہ "گلستانِ سعدی" نیشنل میوزیم کراچی کی زینت ہے۔

شیخ الاسلام عبداللہ ہرویؒ کا ایک رسالہ اُن کا لکھا ہُوا شاہی قلعہ کے نوادرات میں شامل ہے لاہور میں سوتر منڈی کی ایک مسجد میں اُن کے کتبے ایک عرصہ تک خوشنویسانِ لاہور کی مشق و اصلاح کا نمونہ و مرجع بنے رہے۔ اُن کے معاصرین میں مولوی سیّد احمد امین آبادی اور احمد علی کشمیری مشہور خوشنویس تھے۔ مولوی صاحب کا حلقۂ تلامذہ وسعت کے اعتبار سے مرزا امام ویردی سے کم نہ تھا۔ ان کے شاگردوں میں منشی عبدالغنی شیریں قلم اور مولوی مُحمّد عبداللہ وارثی جیسے خطّاط شامل ہیں اُن کے فرزند خلیفہ نور احمد بھی بلند پایہ خوش نویس تھے۔

امام ویردی کے بعد خطِ نستعلیق کے مشہور ماہر و مُصلح عبدالمجید پرویں رقم (م ۱۹۴۶ء) نے سب سے زیادہ شہرت پائی۔ انھوں نے ابتدا میں امام ویردی اور مولوی سیّد احمد امین آبادی کی تقلید اختیار کی۔ بعد میں اپنی خداداد استعداد و صلاحیت اور شفاء الملک حکیم فقیر مُحمّد چشتی کے صائب مشوروں سے حروفِ ابجد کی ساخت اور الفاظ کے پیوندوں کی پرداخت میں انھوں نے نہایت حسین اور دل کش ترامیم کیں۔ اُن کی روشِ خط اور طرزِ نگارش کو قبولِ عام حاصل ہُوا۔ کلامِ اقبال کی کتابت نے اُن کی شہرت کو چار چاند لگائے۔ پرویں رقم کے معاصرین میں حاجی دین مُحمّد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اسی دور میں منشی تاج الدین زرّیں رقم اور منشی مُحمّد صدیق الماس رقم نے بھی نستعلیق نگاری میں بڑا نام پیدا کیا۔

امام ویردی اور مولوی سیّد احمد امین آبادی چونکہ خطِ نستعلیق ہی کے ماہر خطّاط تھے اس لیے اُن کے تلامذہ میں بھی یہی رُجحان قائم رہا اور انھوں نے صرف خطِ نستعلیق میں ہی فنّی کمالات حاصل کیے۔ انہی اثرات کے تحت پرویں رقم، زرّیں رقم اور الماس رقم کی تمام تر توجّہ بھی اسی خط کی جانب رہی لیکن خطّاطوں کا ایک طبقہ ایسا بھی تھا جنھوں نے قرآن نویسی کا پاکیزہ شغل اختیار کیا۔ اُن میں مولانا مُحمّد قاسم لُدھیانوی اور مولانا مُحمّد عبداللہ وارثی نے زیادہ شہرت پائی۔ مولانا مُحمّد قاسم لُدھیانوی

خطِ نسخ میں مولانا ممتاز علی نزہت رقم اور حافظ امیر الدین دہلوی کے شاگرد تھے۔ خطِ نستعلیق انھوں نے مولوی سیّد احمد امین آبادی سے سیکھا تھا۔ اُن کے صاحبزادے محمد شفیع اور محمّد شریف بھی بہترین خطّاط تھے۔ مولانا محمّد عبداللہ وارثی خطِ نسخ میں اپنے والد حافظ فضل الٰہی صاحب کے اور خطِ نستعلیق میں مولوی سیّد احمد امین آبادی کے شاگرد تھے۔ اُن کے تلامذہ میں اُن کے فرزند مولانا محمّد عنایت اللہ اور پیر عبدالحمید صاحب مشہور ہیں۔

اسی زمانے میں مولانا غلام رسول عادل گڑھی، مولانا امام الدین کیلانی، مولوی محمّد الدین جنڈیالوی اور حکیم سیّد محمّد عالم گھوڑیالوی بھی قرآنی خط کے ماہرین میں سے تھے۔

مولانا غلام رسول عادل گڑھی کے پوتے مولوی عبدالرشید محبوب رقم اور مولوی محمّد حسین مبارک رقم قرآن پاک کے اعلیٰ خطّاط تھے۔ مولانا امام الدین کیلانی کے خاندان میں آج بھی قرآن نویسی کا شغل جاری ہے۔ مولوی عبدالغفار اور عبدالرحمٰن ان کی یادگار ہیں۔ مولانا محمّد الدین جنڈیالوی کی صاحبزادی فاطمۃ الکبریٰ اور فرزند محمّد یوسف دہلوی برِصغیر کے بلند پایہ خطّاط ہیں۔ فاطمۃ الکبریٰ نے کئی ایک قرآن پاک لکھ کر شہرت حاصل کی۔ یوسف دہلوی خطّاطانِ دہلی کے اُستاد مانے جاتے ہیں۔ ان دنوں کراچی میں ہیں۔ اُن کے تلامذہ میں عبدالمجید دہلوی اور شفاعت احمد صاحبِ فن خوشنویس ہیں۔

حکیم سیّد محمّد عالم گھوڑیالوی کا فیضانِ خطّاطی بھی جاری و ساری ہے۔ اُن کے تلامذہ میں حکیم سیّد نیک عالم شاہ اور سیّد محمّد اشرف علی سیّد القلم، قرآن نویسی میں مشہور ہیں۔ الماس رقم بھی اُن کے شاگرد تھے لیکن انھوں نے صرف خطِ نستعلیق ہی سیکھا اور اُسی میں کمال حاصل کیا۔

اِس وقت خطّاطی کے میدان میں خوشنویسوں کی ایک کثیر تعداد سرگرمِ عمل ہے۔ جن میں پروین رقم، زرّیں رقم اور الماس رقم کے علاوہ دیگر اساتذۂ فن کے تلامذہ بھی موجود ہیں۔ پروین رقم کے شاگردوں میں اقبال ابن پروین رقم، منشی خوشی محمّد ناصر قادری، محمود اللہ صدیقی، حافظ محمّد اعظم

حاجی محمّد اعظم، احمد حسین سہیل رقم، اور فضل الٰہی مرحوم خطِ نستعلیق کے مشہور خوشنویس ہیں۔ زرّیں رقم مرحوم کے تلامذہ میں خطّاطِ ہفت قلم حافظ محمّد یوسف سدیدی اور صوفی خورشید عالم صاحب محمود سدیدی جیسے ماہرِ فن شامل ہیں۔

الماس رقم کے تلامذہ میں اُن کے صاحبزادے محمود احمد اور خواہر زادے جمیل احمد تنویر رقم، محمّد صدیق، خواجہ محمّد شفیع اور محمّد اقبال عباسی وغیرہ معروف خطّاط ہیں۔ معاصر خطّاطوں میں گوجرانوالہ کے محمد حسین صاحب بھی نسخ و نستعلیق کے اچھے خطّاط ہیں۔ ملک علی محمّد صاحب، بابا عبد القدّوس اور محمّد دین کلیمی بھی نستعلیق کے ماہر خوشنویس ہیں۔ حافظ محمد اعظم صاحب نے پچھلے چند برس سے قرآن نویسی کا شغل اختیار کیا ہے پہلے اخبار میں ملازم تھے۔ خطِ نستعلیق انھوں نے پروین رقم سے سیکھا خطِ نسخ میں سیّد محمّد اشرف علی سیّد القلم (والد ماجد راقم سطور) سے استفادہ کیا ہے۔

سرزمینِ پنجاب میں لاہور کے علاوہ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے اضلاع بھی خطّاطی کے مرکز چلے آرہے ہیں، اب راولپنڈی، لائلپور، سرگودھا، ملتان اور بہاولپور میں بھی خطّاطوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔

دورِ حاضر میں فنِ خطّاطی اپنی پُوری جولانیوں کے ساتھ ترقی پذیر ہے۔ زمانہ ماضی قریب میں خطّاطوں کی رغبت و توجّہ صرف نسخ و نستعلیق پر مرکوز رہی ہے لیکن بحمداللہ اس وقت بعض اساتذہ فن ایسے بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ خطوطِ اسلامی پر عبور رکھتے ہیں۔ ان کے تلامذہ اور متبعین میں خطِ کوفی ثلث، دیوانی، رقاع اور طغرا کی طرف رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

ماہرِ فن اساتذہ کے تلامذہ و متبعین کی ایک کثیر تعداد اس وقت ذاتی اداروں، اخباروں، رسالوں اور دیگر سرکاری و نیم سرکاری شعبوں میں کام کر رہی ہے

آ ب ت ج د ر س ش ص ط ع ف

ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ی ے

با بت بج بد بر بس بش بص بط بع بف

بق بک بگ بل بم بن بو به بلا بی

به کله کله کلیپ یی ممی نجف نیستی نی

سا سب ست سج سد سر سس سش سص سط سع سف

سق سک سگ سل سم سن سو سه سهـ سلا سه سی سے

[illegible]

[illegible]

طا طب طت طج طد طر طس طش طص طط طع طف

طق طک طگ طل طم طن طو طھ طہ طلا طی طے

عا عب عت عج عد عر عس عش عص عط عع عف

عق عک عگ عل عم عن عو عهه عه علا عی عی

فا فب فت فج فد فر فس فش فص فط فع فف

فق فک فک فل فم فن فو فه فهـ فلا فی فی

کا کب کت کج کد کر کس کش کص کط کع کف

کق کک کل کم کن کو کھ کلا کی کے

[illegible]

[illegible]

ها هب هت هج هد هر هس هش هص هط هع هف

هق هک هگ هل هم هن هو هه هلا هی هے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ فی القرآن المجید

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

ایاک نعبد و ایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین

سید نفیس الحسینی

۱۳۸۷ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دہ یار بہشتی اند قطع

بوبکر و عمر علی و عثمان

سعد است و سعید و بوعبیدہ

طلحہ است و زبیر عبدالرحمن

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

لاہور : سنہ ۱۳۹۱ھ

کتبہ نفیس الحسینی السیالکوٹی

غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

هوالقادر

زاہدِ خود پسند کیا جانے
وقت کا بایزید ہے ساقی
مسلکاً خواجہ فریدی ہے
یعنی فردِ فرید ہے ساقی

۱۳۹۱ھ

کلام نفیس بقلم نفیس

هو الله الغنی

ای تیر غمت را دل عشاق نشانه
خلقی به تو مشغول و تو غایب ز میانه

گه معتکف دیرم و گه ساکن مسجد
یعنی که ترا می‌طلبم خانه به خانه

باستقبال قطعهٔ آقا عبدالرشید دیلمی نوشته شد

لاهور ، ۱۵ جمادی الاخر ۱۴۴۱ه

کتبه العبد المذنب نفیس الحسینی
غفر الله ذنوبه

هو القادر

پیوسته امیدم بخدای متعال
است که بر مسند عز و اقبال
ایمن باشی ز آفت عین کمال
هرگز نرسد بدامنت گرد ملال

باستقبال قطعه حضرت میرعماد الحسنی علیه الرحمه قلمی شد

[illegible] سنه ۱۴۱۱ [illegible]

کتبه العبد الفقیر نفیس الحسینی
غفر الله ذنوبه

[illegible]

خاک گنگوہ را نوید است رشید
گنجینۂ فقر را کلید است رشید

امداد اللہ مہاجر مکی را
اللہ اللہ عجب مرید است رشید

رحمۃ اللہ علیہ

۲ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ : لاہور

کتبہ احقر نفیس رقم
مرید سلسلۂ چشتیہ قادریہ رشیدیہ

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

سید هجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم

خاک پنجاب از دم او زنده گشت
صبح ما از مهر او تابنده گشت

دکتر علامه محمد اقبال مرحوم

[illegible] ۱۳۹۵ه [illegible]

حرره فیضی [illegible] تحریر نمود

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

۱۲/۳/۹۲ء

علامہ اقبالؒ
المتوفی ۱۹۳۸ء

فقیر نفیس الحسینی تحریر نمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ میانمیر ولی
هر خفی از نور جان او جلی

تربتش ایمان خاک شهر ما
مشعل نور هدایت بهر ما

علامہ اقبالؒ طاب اللہ ثراہ

اثر خامۂ نفیس رقم

ترقیم: ١٤٣٨ھ / ٢٠١٧ء

بسم الله الرحمن الرحیم

در کعبهٔ دوست چون رسی گو لبیک
کانجا نه سلام راه دارد نه علیک
این وادی عشق است نگهدار قدم
این ارض مقدس است فاخلع نعلیک

سید انور حسین نفیس رقم

بسم الله الرحمن الرحیم

هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد

بی گمان عیب تو پیش دگران خواهد برد

سعدی شیرازی

سنہ ۱۳۹۵ھ

کتبہ احقر العباد نفیس الحسینی
غفر الله ذنوبہ
وستر عیوبہ

بسم الله الرحمن الرحیم

بیا ای همنفس با هم بنالیم
من و تو چشمه‌ساران جهانیم

دو صد فرزند را در دل بپاییم
بیا ای حجت (صلی الله علیه و آله و سلم) چشمان را بپاییم

اقل (ع)

کتبه الفقیر نفیس یحیی الحسینی غفر ذنوبه

[illegible]

[illegible]

از درد فراق آن [illegible]الم چه کنم

وز دوش[illegible] [illegible]الم چه کنم

میگوئی با تو ام تو ام هر دو [illegible]الم چه کنم

در عین جوانی و وصالم چه کنم

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۳۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوا علیہ و آلہ

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ

کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں

مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار

اُڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ

کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

اقتباس قصیدۂ بہاریہ حجۃ الاسلام نانوتوی

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی ۱۴۰۲ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

هر که ما را یار نبوَد ایزد اُو را یار باد
وانکه ما را رنجه دارد راحتش بسیار باد
هر که اُو خاری نهد در راهِ ما از دشمنی
هر گلی کز باغِ عُمرش بشکفد بی خار باد

کتبه الفقیر اقدس الحسینی غفر الله ذنوبه
۷ شعبان المعظم سنه ۱۴۰۸ هـ